Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

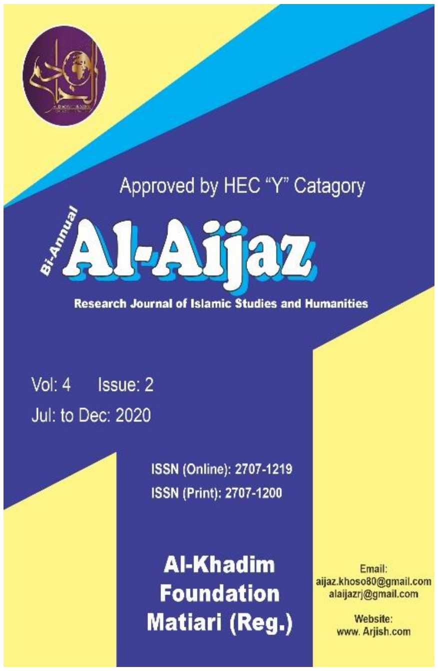

TOPIC:

An Analytical study of the financial resources of mutual cooperation in the light of the Qur'an and Hadith

AUTHORS:
1. Tanveer Akhtar, Ph.D Scholar, Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: t.akhtar1433@gmail.com
2. Dr. Muhammad Imran, Assistant Professor, Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: muhammadimranpak3@iub.edu.pk
3. Muhammad Usman Khalid, Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Engineering & Technology, Lahore, Punjab, Pakistan.
Email: muhammadusmankhalidryk@gmail.com, ORCID: https://orcid.org/0000-0001-6391-8474.

How to cite:
Akhtar, T., Imran, M., & Khalid, M. U. (2020). U-17 An Analytical study of the financial resources of mutual cooperation in the light of the Qur'an and Hadith. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *4*(2), 270-285.
https://doi.org/10.53575/u17.v4.02(20).270-285

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/197

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 270-285

Published online: 2020-12-19

QR Code

قرآن وحدیث کی روشنی میں باہمی تعاون کے مالی وسائل کا علمی جائزہ

An Analytical study of the financial resources of mutual cooperation in the light of the Qur'an and Hadith

Tanveer Akhtar*
Dr. Muhammad Imran**
Muhammad Usman Khalid***

Abstract

This research paper analyzes the economical resources of mutual cooperation in the light of Quran and Ahadith. The basics of the economical cooperation like Nafqat, Sadqat (Alms), Zakat, the Wasiat (Wills), Waqf, Hibah, Aariat etc are discussed briefly with their essential detail. Actually, Islam emphasizes the establishment of a society that is safe from all kinds of calamities, based on mutual trust, cooperation and justice, and based on love, compassion and self-sacrifice. In each case, they have seized it, despite obstacles we can scarcely imagine. " Because mutual aid and cooperation is the only source of development and survival of the universe. Islam emphasizes that a person's relationship of cooperation and empathy with another person should be very strong and deep.

Keywords: Quran, Ahadith, Cooperation, Economical source, Society

دین اسلام ایک لازوال دین ہے، دنیاو آخرت کی تمام انسانی بھلائیوں کو جامع اور ہر زمانے اور علاقے میں قابل عمل ہے۔اسلام ایک ایسے معاشرے کو قائم کرنے پر زور دیتاہے جو ہر قسم کی آفت سے محفوظ ہو، جس کی بنیاد باہمی اعتماد، تعاون اور انصاف پر ہو اور جس کی بنیادوں میں محبت، شفقت اور ایثار رچابسا ہو۔اسلام اپنے ماننے والوں کو ہر حال میں یہی درس دیتاہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ کیونکہ امداد باہمی اور تعاون ہی کائنات کی ترقی اور بقاء کا ذریعہ ہے۔ اسلام اس بات پر زور دیتاہے کہ ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ تعاون و ہمدردی کا رشتہ بہت مضبوط اور گہرا ہونا چاہئے۔

اسلام وہ دین ہے جو تعاون کے بہت وسیع معنی اور مفہوم کو تسلیم کرتا ہے جس کا مقصد غربت کو دور کرنا، معاشی حالت کی بہتری، ضرورت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنااور انہیں فقر وفاقہ سے بچانا ہے۔

اصل میں انسان اپنا ذمہ دار خود ہے کہ وہ اپنی ضروریات کے لئے خود بندوبست کرے، لیکن اگر وہ اس قابل نہیں ہے اور وہ خود مکمل طور پر یا بعض معاملات میں بے بس ہو تو اس کی مدد، تعاون کرنااور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اسلام نے دوسروں کا فرض قرار دیا ہے کہ وہ اس کی مدد کریں، خاص طور قریبی رشتہ دار۔ کیونکہ مصیبت، پریشانی اور ضرورت کے وقت انسان اپنے اعزہ واقارب اور خاندان اور پھر ارد گرد بسنے والوں سے تعاون اور بھلائی کی امید لگاتا ہے۔ ضرورت مند رشتہ داروں کے اخراجات کو پورا کرنا صرف استحبابی حق نہیں ہے بلکہ وجوبی حق ہے جسے حالات کے پیش نظر قاضی قانونا بھی مقرر کر سکتا ہے۔

* Ph.D Scholar, Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: t.akhtar1433@gmail.com
** Assistant Profassor, Islamic Stuides, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: muhammadimranpak3@iub.edu.pk
*** Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Engineering & Technology, Lahore, Punjab, Pakistan.
Email: muhammadusmankhalidryk@gmail.com, ORCID: https://orcid.org/0000-0001-6391-8474.

مسلم معاشرے میں اجتماعی تعاون کے بے شمار وسائل ہیں جن میں بڑے بڑے وسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔نفقات

نفقہ کا معنی: نفقہ کا معنی کم ہونا، فناء ہونا، ختم ہونا، آتاہے۔ باب افعال سے اس کا معنی ہے: ختم کرنا، استعمال کرنا۔[1]

نفقہ کی تعریف: کھانا، کپڑے اور مکان کے متعلق بقدر کفایت کسی کی مدد کرنا۔[2]

نفقہ کا تعلق صرف انسان کے ساتھ ہے اور نفقہ کی اتنی مقدار ضروری ہے جس سے دوسرے کے ضرورت پوری ہو جائے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"ویسئلونك ماذا ینفقون قل العفو"۔[3]

"وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟آپ کہہ دیں، جو اضافی ہو (وہ خرچ کرو)"۔

بعض اسلاف سے "العفو" کے معنی میانہ روی منقول ہے۔[4]

نفقہ کی مقدار میں قناعت اور بے نیازی کا حصول لازمی اس لئے قرار دیا گیا کہ نفقہ کے وجوب کا سبب حاجت اور ضرورت ہے۔[5] چنانچہ ضرورت کی مقدار اور حیثیت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر کسی دن مہمان بننے کی صورت میں ضرورت پوری ہو گئی تو اس دن کا نفقہ واجب نہیں ہو گا۔

نفقہ کا سب بننے والی قرابت سب سے اہم چیز قرابت ہے۔ قرابت اور قربیٰ: قریبی رشتہ داری اور نسبی رشتہ داری کو کہتے ہیں۔

قریبی رشتے دار وہی ہوتے ہیں جو نسبی ہوں۔[6]

وجوب نفقہ کے اسباب:

ا۔رشتۂ زوجیت۔ ۲۔ملکیت۔ ۳۔رشتہ داری

زوجیت اور ملکیت میں صرف ایک جانب سے نفقہ واجب ہوتا ہے جبکہ قرابت میں نفقہ جانبین سے ہوتا ہے یعنی اقارب سب ایک دوسرے کے نفقہ کے ذمہ دار ہیں۔

وجوب نفقہ کا اصل معیار وراثت ہے چاہے محرم ہو یا غیر محرم چاہے ذوی الفروض یا عصبہ میں سے ہو یا ذوی الارحام ورثاء میں سے ہو۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم اور دیگر چند اہل علم کا یہی مذہب ہے۔[7]

وجوب نفقہ کی شرائط:

وجوب نفقہ کے لئے چند شرائط ہیں۔

ا۔ خرچہ دینے والا خرچہ لینے والا کا وارث ہو۔ ۲۔ خرچہ لینے والا ضرورت مند ہو۔ خرچہ دینے والا مالدار ہو۔ دونوں مسلمان ہوں اور آزاد ہوں۔

اسلام میں نفقات کا نظام اور تعاون کے حصول میں ان کا کردار اور اثرات:

اسلام نے معاشرے اور خاندان کے افراد کے درمیان تعاون اور یک جہتی کا آغاز کیا کیونکہ ترقی اور بقاء کے لئے کسی بھی معاشرے اور خاندان کے مابین باہمی شفقت، اعتماد، رحم اور تعاون کے جذبات کا ہونا ناگزیر ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان الله یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذي القربٰی"۔[8]

"اور خدا تم کو انصاف، احسان کرنے اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں رشتہ داروں کی مدد کرنے کا حکم فرمایا اور سرکشی سے منع کیا۔ مشکل اور تنگی میں ضرورت مند اور مصیبت زدہ رشتہ داروں سے منہ موڑنا اور انہیں غیروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور کر دینا بھی ظلم اور سرکشی ہے۔

اسلام نے حقوق اور فرائض کی بنیاد صلہ رحمی اور محبت پر رکھی ہے تاکہ اسلامی معاشرہ تعاون کے اصول پر قائم ہو اور ہر فرد دوسروں کے لئے خیر خواہی کے جذبات سے بھرپور ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"واولوا الارحام بعضهم اولٰى ببعض في كتٰب الله"۔ [9]

"اور رشتہ دار خدا کے حکم کی رو سے ایک دوسرے کے بارے میں حقدار ہیں"۔

حدیث مبارک میں مروی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا:

"الصدقة على المسكين صدقة، وهي على ذي الرحم ثنتان: صدقة وصلة"۔ [10]

"کسی غریب پر خرچ کرنا ایک صدقہ ہے جبکہ رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی"۔

انہی آیات اور احادیث کی روشنی میں علامہ ابن قیم نے ہر رشتہ دار پر نفقہ لازم قرار دیا ہے۔ [11]

ہر خاندان میں مالدار، متوسط اور تنگ دست طبقہ پایا جاتا ہے۔ ان تینوں طبقات میں دوریاں ختم کرنے اور انہیں قریب لانے کے لئے باہمی تعاون اور ایثار ضروری ہے جو کہ اخلاقی اور فطری اقدار کا باعث ہے۔

۲۔ زکوٰۃ

زکوٰۃ کا لغوی معنی:

زکوٰۃ مصدر اور حاصل مصدر ہے۔ اس کو مصدر بنائیں تو یہ تزکیہ کے معنی میں ہے اور اگر حاصل مصدر بنائیں تو اس سے مراد وہ مال ہے جو بطور زکوٰۃ دیا گیا ہے۔ [12] بعض مقامات پر زکوٰۃ کو صدقہ بھی کہا گیا ہے۔ [13]

اصطلاحی تعریف:

ایسا ضروری حق جو مخصوص مال سے مخصوص وقت میں مخصوص لوگوں کو دیا جائے۔ [14]

معاشرتی تعاون میں زکوٰۃ کا کردار:

زکوٰۃ ایک ایسی مالی عبادت ہے جس کا مقصد اجتماعی دیکھ بھال ہے اور زکوٰۃ کو معاشرتی تعاون کا سب سے اہم اور بنیادی ستون ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "فان تابوا واقاموا الصلٰوة واٰتوا الزكٰوة فاخوانكم في الدين"۔ [15]

"اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں"۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله، وأن محمدا رسول الله، ويقيموا الصلاة، ويؤتوا الزكاة، ۔" [16]

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیتے رہیں"۔

زکوٰۃ میں عبادت کا پہلو تو ہے ہی مگر اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی تعاون کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ جیسے ہر کمزور اور غریب فرد کی حفاظت اور دیکھ بھال وغیرہ۔ زکوٰۃ کے اولین مستحق افراد فقراء اور مساکین ہیں۔ ان کو زکوٰۃ کی اتنی مقدار دینا لازم ہے جس سے ان کی ضرورت پوری ہو سکے۔

علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں:

ہر مسکین و فقیر کو اس کی حیثیت اور ضرورت کے مطابق اتنی مقدار دینا ضروری ہے جس سے وہ فقر اور غربت سے نکل سکیں۔ بعض فقراء صرف ایک دینار سے غنی ہو جاتے ہیں، ایسے فقیر کو ایک دینار سے زائد دینا جائز نہیں اور بعض فقراء سو دینار سے بھی غنی نہیں ہوتے لہٰذا ایسے فقراء کو اس سے زیادہ دینا ضروری ہے۔ بعض فقراء جسمانی طور پر مضبوط ہوتے ہیں جو خود کما سکتے ہیں انہیں دینا جائز نہیں ہے۔ اور جس فقیر کے پاس کمائی کے وسائل نہ ہوں اسے زکوٰۃ کی مد سے آلات خرید کر دینا جائز ہے۔[17]

مساکین کے زمرے میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو محنت کے قابل نہیں یا ضعیف ہیں یا دائمی امراض کا شکار ہیں اور ان کی آمدنی ان کے اخراجات اور ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

اصلاح اور نیکی کی غرض سے ضمانت اٹھانے والے کو قرض کے مساوی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ اور اگر کسی کا مال کسی حادثے یا آفت سے ضائع ہو جائے اور وہ محتاج ہو جائے تو اسے بھی دوبارہ معیشت کی بحالی کے لئے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔[18]

زکوٰۃ گناہوں، حسد اور معاشرتی امراض سے نجات کا بھی ذریعہ ہے اور اس کے علاوہ زکوٰۃ معاشی خوشحالی کا ذریعہ بھی ہے۔[19]

۳۔ صدقہ فطر

فطر کا معنی ہے پھاڑنا، گویا روزہ دار بھی کھانے سے اپنا روزہ پھاڑ دیتا ہے۔[20] صدقہ کی نسبت فطر کی طرف کی گئی ہے کیونکہ یہ رمضان کے افطار پر واجب ہوتا ہے۔ زکوٰۃ الفطر اور صدقہ فطر کا ایک ہی معنی ہے۔

اصطلاحی تعریف

مال کی وہ مخصوص مقدار جسے مسلمان چند شرائط کے ساتھ رمضان کے آخر میں ادا کرتے ہیں۔[21]

صدقہ فطر کا حکم

صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے جس کے پاس ایک دن اور رات سے زائد خوراک اپنے اور زیر کفالت لوگوں کے لئے ہو۔

معاشرتی تعاون میں صدقہ فطر کا کردار

صدقہ فطر روزے میں کمی کوتاہی کے تدارک، روزہ دار کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے اور مسکینوں کی خوراک اور عید کے دن انہیں مانگنے کی رسوائی سے بچانے کا ذریعہ بھی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكاة الفطر طهرة للصائم من اللغو والرفث، وطعمة للمساكين، ". [22]

"رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر روزہ دار کو فحش اور بے ہودہ باتوں سے پاک کرنے اور مسکینوں کی خوراک کے لئے فرض قرار دیا ہے"۔

اس حدیث میں "طہرۃ" کا معنی بے ہودہ اور فحش کلام کے ہیں۔[23]

علامہ وکیعؒ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں:

صدقہ فطر ماہ رمضان کے لئے ایسے ہی جیسے نماز کے لئے سجدہ سہو، سجدہ سہو سے نماز کے نقصان کا ازالہ ہوتا ہے تو صدقہ فطر سے روزے کے نقصانات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔[24]

احادیث اور آثار سے صدقہ فطر کی مشروعیت کی حکمت واضح ہوتی ہے۔ صدقۂ فطر کا سب سے پہلا فائدہ روزے دار کو یہ ہوتا ہے کہ وہ گناہوں اور برائیوں سے پاک ہو جاتا ہے، محتاجوں اور مصیبت زدہ لوگوں سے بے رخی کرنے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قد افلح من تزکّٰی"۔ [25]

"فلاح پا گیا وہ شخص جس نے پاکیزگی اختیار کی"۔

صدقہ فطر ایسے ہے جیسے نماز میں سجدہ سہو۔ صدقۂ فطر روزے کی کمی کوتاہی کے تدارک کے لئے مشروع کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ صدقہ فطر میں بے شمار معاشرتی فوائد ہیں، صدقہ فطر معاشرے میں محبت، بھائی چارگی اور ہمدردی کا ذریعہ ہے۔

۴۔ نفلی صدقات

صدقات صدقہ کی جمع ہے۔

صدقہ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کو کوئی چیز دے۔[26]

صدقہ کی تعریف: وہ مال جو انسان نیکی کی نیت سے اپنے مال سے ادا کرے۔[27]

اس تعریف کی رو سے مستحب اور واجب صدقہ دونوں اس میں شامل ہیں۔ تاہم جب صدقہ کے ساتھ تطوع (نفلی) کی قید لگائی جائے تو صدقہ واجبہ (زکوٰۃ) اس سے خارج ہو جاتا ہے۔[28]

زکوٰۃ کی بنسبت صدقات نافلہ کا مفہوم نہایت وسیع ہے۔ زکوٰۃ مخصوص حالات اور متعین مقدار میں مالک پر واجب ہے۔ جبکہ نفلی صدقہ میں وسعت ہے، ثواب کی نیت سے دیا گیا ہر مال صدقہ نافلہ ہے۔

اسلام میں انسان پر فرض تو ایک محدود مقدار مال کی واجب ہے لیکن نیکی اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنے کا دروازہ بہت وسیع ہے، جہاں خرچ کرنے کی اسلام نے ترغیب دی ہے۔ فقہاء نے کہا ہے کہ صدقہ وہ نفل عبادت ہے جس کو ادا کرنا ہر وقت مستحب ہے۔[29]

معاشرتی تعاون میں صدقہ کا کردار

نفلی صدقات سے اسلام کا مقصد معاشرے میں ایسے افراد کو تسکین دینا ہے جو مالی تعاون میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے انفاق فی سبیل اللہ، فقراء و مساکین پر شفقت اور بخل سے اجتناب کی ترغیب دی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"من ذا الذي يقرض الله قرضا حسنا فيضٰعفه له اضعافا كثيرة "۔ [30]

"کوئی ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے کئی حصے زیادہ دے گا۔"

سورہ بقرہ میں ہی اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

"مثل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة والله يضٰعف لمن يشاء [31]

"جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے"۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"ہر شخص (قیامت کے دن) اپنے صدقے کے سایہ میں آئے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کردیا جائے گا"۔[32]

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"الصدقة تطفئ الخطيئة، كما يطفئ الماء النار"۔ [33]

"صدقہ خطاؤں کو ایسے مٹادیتا ہے جیسے پانی آگ کو"۔

احادیث اور آیات سے صدقہ کی اہمیت اور معاشرے کے مابین تعاون، محبت والفت میں صدقہ کا کردار واضح ہوتا ہے۔ صدقہ کی بدولت معاشرہ ایک جسم کی مانند ہوتا ہے کہ جس کے ایک حصے میں تکلیف سے پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر زکوٰۃ سے ضرورتمندوں کی ضروریات پوری نہ ہوں تو اضافی مال سے ان کی ضرورت کو پورا کرنا مالداروں پر فرض ہے۔ امام الحرمین فرماتے ہیں: امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ جس دور میں تنگ دستی اور فقر میں اضافہ ہوجائے تو ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنا مالداروں کے ذمے ہے۔[34]

آج کے دور میں معاشرہ میں اس پہلو کا فقدان پایا جاتا ہے، مسلم معاشرہ اس طرح کے تعاون کا محتاج ہے۔

۵۔ وصیتیں

وصیت کا معنیٰ اور حقیقت:

وصایا وصیت کی جمع ہے۔ وصی الشیئ سے ماخوذ ہے۔ بمعنیٰ متصل اور متعلق۔ اوصی الرجل وصاہ، بمعنیٰ اس نے عہد کیا۔[35]

وصیت لغت میں کسی کے ساتھ کسی معاملے کا عہد کرنے کو کہتے ہیں، وصیت کا معنی ملانا ہے۔[36]

اصطلاحی تعریف:

موت کے بعد کسی چیز کا مالک بنانا۔[37]

فقہاء نے وصیت کی تعریف میں وسعت پیدا کی ہے، موت کے بعد تصرف کا حکم یا صدقہ کرنے کا حکم دینا۔[38]

معاشرتی تعاون میں وصیت کا کردار

ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے نیک اعمال موت کے بعد بھی جاری رہیں۔ اور اس کا ذکر خیر ہمیشہ جاری رہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إذا مات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاثة: من صدقة جارية، الخ "۔ [39]

"انسان کے مرنے کے بعد اس کے تمام اعمال منقطع ہوجاتے ہیں۔ سوائے تین اعمال کے، صدقہ جاریہ۔۔الخ"۔

وصیت کو اسلام میں اس لیے مشروع کیا گیا ہے کہ اس میں بے شمار نیکی کے پہلو موجود ہیں جیسے عمل صالح میں تسلسل، غیر ورثاء رشتہ داروں سے بھلائی اور صلہ رحمی، باہمی تعاون وہم آہنگی کا حصول، دلوں سے بغض اور نفرت کی صفائی، ضرورت مند کے ساتھ تعاون، فقراء اور مساکین کی غربت کا خاتمہ اور مصیبت زدہ اور پریشان حال لوگوں کے مصائب میں کمی وغیرہ سب نیکیاں وصیت کا خاصہ ہیں۔

وصیت صرف یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر اس شخص کے لئے وصیت کی جاسکتی ہے جس نے زندگی میں انسان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا ہو۔[40]

اسی طرح مساجد کی تعمیر کے لئے اور طلباء کے تعلیمی اخراجات کے لئے بھی وصیت کی جاسکتی ہے۔ لیکن وصیت میں عدل اور نقصان سے اجتناب

ضروری ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

"من بعد وصية يوصٰى بھآ او دين غير مضار "۔ [41]

"وصیت جو کی گئی ہو پوری کردی جائے اور قرض جو میت نے چھوڑ ہو ادا کردیا جائے بشرطیکہ وہ ضرررساں نہ ہو"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کی روشنی میں وصیت میں ضرررسانی کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔[42]

وصیت میں ضرررسانی صورتیں

(۱)۔ تہائی سے زیادہ مال کی وصیت کرنا۔(۲) کسی اجنبی کے لئے پورے یا کچھ مال کا اقرار کرنا۔(۳) مقروض نہ ہونے کے باوجود ورثاء کو وراثت سے محروم رکھنے کے لئے کسی کے لئے قرض کا اقرار کرنا۔(۴) مقروض سے قرض وصول نہ کرنے باوجود وصولی کا اقرار کرنا۔(۵) ورثاء کو محروم رکھنے کی غرض سے نہایت سستے داموں کوئی چیز فروخت کردینا یا نہایت مہنگے داموں کوئی چیز خریدنا۔(۶) ثواب کی بجائے ورثاء کے حصہ کو کم کرنے کے لئے ایک تہائی مال کی وصیت کرنا۔[43]

۶۔ وقف

وقف بھی نیکی اور معاشرتی تعاون کا ایک ذریعہ ہے۔

وقف کی تعریف: وقف مصدر ہے لغت میں اس کا معنٰی ہے روک لینا۔[44]

اصطلاحی تعریف: کسی بھی چیز کی اصل کو روک کر رکھنا اور اس میں کسی قسم کا تصرف نہ کرنا تاکہ اس چیز کا نفع خیر و بھلائی کے کاموں میں اللہ کی رضا کے لئے صرف کیا جاسکے۔[45]

اصل سے مراد ہر وہ چیز جس کی ذات کو باقی رکھ کر اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکے۔ جیسے زمین، اسلحہ فرنیچر وغیرہ۔

وقف کا حکم:

وقف صرف مسلمانوں کا طرہ امتیاز ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں لوگ وقف سے ناواقف تھے۔ مسلمانوں نے وقف کو شروع کیا۔[46] اصلا وقف مستحب ہے۔[47] لیکن بعض اوقات واجب ہو جاتا ہے مثلا کسی نے نذر مانی کہ میں اس مرض سے شفاء یاب ہوا تو اپنا گھر وقف کردوں گا۔ چنانچہ صحت یابی کی صورت میں گھر کو وقف واجب ہے۔

وقف کی مشروعیت کے دلائل:

کتاب وسنت اور اجماع سے وقف کا جواز ثابت ہے۔ کتاب اللہ: ارشاد باری تعالی ہے:

"لن تنالوا البر حتٰى تنفقوا مما تحبون"۔ [48]

"تم ہر گز نیکی کو نہیں پاسکتے تاآنکہ اپنی محبوب اشیاء کو اللہ کے راستے میں صرف نہ کردو"۔

اس آیت میں نفقہ سے مراد بشمول وقف تمام امور خیر ہیں۔ بلکہ وقف پر یہ آیت تاکیدا دلالت کرتی ہے۔[49]

جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو مدینہ میں واقع بیر حاء نامی باغ کو وقف کرنے کے لئے دوڑے حالانکہ وہ باغ ان کو نہایت محبوب تھا۔[50]

معاشرتی تعاون میں وقف کا کردار

وقف دنیا میں دوستوں کے ساتھ بھلائی اور آخرت میں ثواب کا ذریعہ ہے اور قرب الٰہی کا سبب ہے۔ لہذا وقف دنیا میں اپنے محبوبین، فقراء، مساکین اور

تمام امور خیر میں انفاق کا راستہ ہے۔ آخرت میں اعمال صالحہ کے دوام اور صدقات وخیرات کے ذریعے نیکیوں میں تسلسل کا ذریعہ ہے۔ یقیناً وقف تعاون کا ایک بہت بڑا باب ہے، مالدار اور غریب طبقات میں محبت والفت کا ذریعہ بھی ہے بالخصوص جب وقف مفاد عامہ کے لئے کیا گیا ہو۔

۷۔ ہبہ

ہبہ مصدر ہے جس کا معنی ہے گزرنا، چست ہونا، تیار ہونا، بلا معاوضہ چیز دینا۔[51]

اصطلاحی تعریف: کسی کو بلا عوض مال کا مالک بنانا۔[52]

ہبہ کرنے کا اختیار صرف اسی شخص کو ہے جس کو تصرف کرنے کا اختیار ہو اور وہ آزاد، مکلف اور سمجھدار ہو۔[53]

ہبہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہبہ کرنے والا بالغ، عاقل اور آزاد ہو، مجبور نہ ہو، سفیہ نہ ہو، مقروض اور مرض الموت میں مبتلا نہ ہو۔

ہدیہ بھی ہبہ کی معنی میں ہے کیونکہ ہدیہ کی تعریف بھی یہ کی جاتی ہے کہ کسی کی عزت وتکریم کے لئے بلا عوض اسے کسی چیز کا مالک بنانا۔[54] ہدیہ یہ ہے کہ از روئے محبت وقرب کسی کو کوئی چیز دینا۔ گویا ہدیہ میں محبت کا پہلو ہے، اعلیٰ اور ادنیٰ کا پہلو نہیں ہے۔[55]

معاشرتی تعاون میں ہبہ کا کردار

ہبہ کو بھی معاشرے میں باہمی تعاون کا ایک ذریعہ شمار کیا جاتا ہے اور ہبہ کا استعمال بھی شریعت کی نظر میں پسندیدہ مقامات میں ہوتا ہے۔ اور ہبہ اور ہدیہ دلوں کی بغض، کینہ، حسد سے طہارت اور محبت والفت اور بھائی چارے کے جذبات کا سبب ہیں۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے: "

تصافحوا يذهب الغل، وتهادوا تحابوا وتذهب الشحناء"۔ [56]

"آپس میں مصافحہ کینہ سے بچنے کا سبب ہے اور ہدیہ بغض سے بچنے کا سبب ہے"۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "

تهادوا فإن الهدية تذهب وحر الصدر"۔ [57]

"ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کیونکہ ہدیہ سینہ کی کدورت کو ختم کر دیتا ہے"۔

ہبہ قبول کرنے میں ہبہ لینے والے کی عزت وتکریم ہے، ذلت اور توہین نہیں ہے، بالخصوص جب ہبہ بغیر لالچ اور بن مانگے حاصل ہو۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "من جاءه من أخيه معروف، من غير إشراف ولا مسألة، فليقبله ولا يرده، ۔ [58]

"جس شخص کو (مسلمان) بھائی کی طرف سے کوئی عطیہ ملے تو قبول کر لینا چاہئے، رد نہیں کرنا چاہئے"۔

تحفے کے بدلے تحفہ دینا سنت ہے چاہے اسی جیسا ہی تحفہ ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل الهدية ويثيب عليها"۔ [59]

"آپ ﷺ تحفہ قبول بھی فرماتے تھے اور بدلے میں تحفہ بھی دیتے تھے"۔

اگر جواباً تحفہ دینے کے لئے کچھ دستیاب نہ ہو تو کم از کم خیر وبرکت کے الفاظ کہہ دینا بھی تحفہ ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے تمہارے ساتھ کوئی بھلا کیا اسے صلہ دو اور اگر بدلے میں دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو اسے اتنی دعا دو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا صلہ دے دیا" [60]

ہبہ اور ہدیہ کی اس اہمیت کے پیش نظر ہبہ واپس لینے سے منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

"العائد في هبته كالكلب يقيء ثم يعود في قيئه"۔ [61]

"ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قئی کو واپس چاٹ لیتا ہے"۔

یہ وہ چیزیں ہیں جن پر اسلام نے معاشرے کی عمارت کو کھڑا کیا، ایک مضبوط، تعاون اور یک جہتی پر مبنی معاشرہ تشکیل دیا ہے اور ہر فرد کی تربیت میں ذمہ داری کا احساس، شعور پیدا کیا اور اجر و ثواب اور لوگوں کے نفع کے جذبات پیدا کئے۔

۸۔عاریت

اس کا معنی ہے تجرد یعنی خالی ہونا، عاریہ اس چیز کو کہتے ہیں جو بشرط واپسی کسی کو دی جائے۔[62]

عاریہ کی اصطلاحی تعریف:

کسی مباح چیز کو اپنی ملکیت میں باقی رکھ کر کسی کے لئے اس سے انتفاع جائز کر دینا۔[63]

باہمی تعاون میں عاریت کا کردار:

نہایۃ المحتاج میں مذکورہ ہے کہ عاریہ سنت ہے اور بعض اوقات واجب بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً گرمی، سردی سے حفاظت اور قرآن پاک یا نماز کے لئے ضروری کپڑے عاریۃ دینا واجب ہے۔

صاحب نہایہ مزید فرماتے ہیں کہ جان بچانے کے لئے کوئی ایسی چیز جس کی عموماً اجرت نہیں لی جاتی یا جانور کی موت کے خدشے کے پیش نظر ذبح کے لئے چھری عاریۃ دینا واجب ہے۔[64]

بہر حال عاریہ " وتعاونوا علي البر والتقوىٰ"[65] کی روشنی میں فعل خیر ہے اور انسانیت کا تقاضہ بھی ہے کیونکہ معاشرہ باہمی لین دین اور تعاون سے قائم ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"من كان في حاجة أخيه، كان الله عز وجل في حاجته، ومن فرج عن مسلم كربة، فرج الله عز وجل عنه بها كربة من كرب يوم القيامة"۔[66]

"جو شخص مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت کو دور کرتا ہے اللہ بروز قیامت اس کی مصیبتوں کو دور فرمائیں گے"۔

گھر میں موجود اشیاء استعمال پڑوسیوں کو عاریۃ دینا مستحب ہے۔ آیات واحادیث سے عاریۃ دینے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ عاریۃ چیز دینا دینے والے کے لئے باعث اجر ہے[67] کیونکہ لوگوں کی ضروریات اور معاملات ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ عاریہ انسانی تعلقات کا بھی ذریعہ ہے اور باہمی محبت والفت کا بھی ذریعہ ہے۔ چنانچہ عاریہ اجتماعی تعاون کا ایک کامیاب ذریعہ ہے۔

۹۔منیحہ

منیحہ کی کئی صورتیں ہیں۔ (۱) عطیہ جیسے ہبہ اور صلہ۔ (۲) دودھ دینے والے جانور دے دینا۔ مثلاً بکری دودھ پینے کے لئے دینا اور دودھ ختم ہونے پر

واپس لے لینا۔ اسے منحۃ العنز اور منیحۃ العنز کہتے ہیں۔[68]

المصباح میں مذکور ہے کہ منحہ دراصل اس بکری اور اونٹ کو کہا جاتا ہے جو مالک دودھ کے لئے کسی کو دے اور دودھ ختم ہونے پر واپس لے لے۔ پھر بعد میں اس کا استعمال ہر عطیہ اور امداد پر ہونے لگا۔[69]

منیحہ کا حکم:

منیحہ سنت موکدہ ہے۔[70] کثیر احادیث میں اس کی فضیلت اور عظمت کو بیان کیا گیا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"من منح منيحة، غدت بصدقة، وراحت بصدقة، صبوحها وغبوقها"۔ [71]

"جس شخص نے کوئی عطیہ کیا وہ صبح بھی صدقے کے ساتھ کرتا ہے اور شام بھی صدقہ کے ساتھ کرتا ہے۔"۔

منیحہ اور باہمی تعاون

مینحہ کا شمار احسان والے کاموں میں ہوتا ہے جس کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان الله يامر بالعدل والاحسان" [72]

گویا کہ امداد کرنا ایک احسان ہے۔ اپنے مال میں ضرورت مند کو شریک کرنا محسن کی صفت ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وفي اموالهم حق للسايل والمحروم"۔ [73]

"اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے"۔

احسان سے بڑھ کر کوئی نیکی اور خوبی نہیں ہو سکتی، محسنین کی بدولت ایک باکردار معاشرہ وجود میں آتا ہے جس کا نمونہ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین نے پیش کیا۔ لہٰذا عطیہ کرنا نیک کاموں میں تعاون، انفرادی اور معاشی خوشحالی کا سبب ہے اور غریبوں کے ساتھ احسان بھی ہے۔

۱۰۔ کفارات

کفارہ اس فعل کو کہتے ہیں جو گناہوں پر پردہ ڈال دے۔[74]

نہایۃ المحتاج: میں مذکور ہے کہ کفارہ کفر سے ہے۔ اس کا معنیٰ ہے پردہ، کیونکہ کفارہ بھی گناہ کو مٹا کر یا اس کے گناہ کو کم کر کے اس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ [75]

کفارہ چونکہ گناہ کے مرتکب مسلمان کے گناہ کا کفارہ ہے اس لئے یہ اللہ کا حق ہوا۔ اور دوسرے کو گناہ سے باز رکھنا کے لئے ایک تنبیہ بھی ہے اور عقوبت بھی اور اسے مالی اعتبار سے صدقات واجبہ میں شمار کیا گیا ہے۔[76]

کفارہ کی اقسام

شریعت میں مقرر کردہ کفارات کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

اول۔ کفارہ یمین: یمین، کا معنی ہے قسم اور یمین قسم کھانے والے کے ہاتھ سے کنایہ ہے۔ وہ فعل جو قسم کھانے والے کو اپنی قسم پر پختہ کرے۔[77]

دوسری قسم: کفارۂ جماع: صحیح قول کے مطابق کفارۂ جماع اس شخص پر واجب ہوتا ہے جو ماہ رمضان میں دن کے وقت روزے کی حالت میں قصداً اپنے اختیار اور رضامندی سے جماع کرلے۔[78]

قسم ثالث: کفارہ ظہار: ظہار کے معنی پشت کے ہیں۔ اصطلاحی تعریف: ظہار یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو یا اس کے کسی عضو کو کسی ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اس کے لئے حرام ہوں۔ مثلاً ماں، بہن اور بیٹی۔[79]

کفارات اور باہمی تعاون

کفارات میں سزا کا پہلو بھی ہے اور عبادات میں کوتاہی کے ازالے کا پہلو بھی۔ کیونکہ انسان بسا اوقات واجب کو بجالانے سے عاجز آجاتا ہے یا صحیح معنوں میں ادا نہیں کرسکتا۔ اس کوتاہی کے ازالے اور تدارک کے لئے کفارات مشروع کئے گئے ہیں اور کفارات جہاں اطاعت خداوندی ہے وہاں نفس کی تربیت بھی ہے اور فقراء محتاجین تنگدستوں اور بیوائوں کی معاونت اور مسلمانوں کے مابین تعاون بھی ہے جو معاشرے سے غربت کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔

۱۱: حق ضیافت

ضیافت اسم ہے، اور یہ ضیف سے نکلا ہے، ضیف کا اصل معنٰی ہے مائل ہونا۔ جیسے ضافت الشمس وتضیفت کا معنٰی ہے سورج غروب کی طرف مائل ہوا۔ [80]

ضیافت کی اہمیت اور معاشرتی تعاون میں اس کا کردار

ضیافت اعلیٰ انسانی اقدار اور اسلامی آداب کا حصہ ہے اور انبیاء کی سنت اور صالحین کے اخلاق میں سے ہے اور مسلمانوں کے باہمی تعاون اور تعلقات کا بہترین ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"هل اتٰك حديث ضيف ابرٰهيم المكرمين"۔ [81]

"اے نبی! ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی تمہیں پہنچی ہے"۔

اسی طرح مہمان نوازی کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

" ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه، "۔ [82]

"اور جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے"۔

اسلام میں بین الاقوامیت فراخ دلی اور مخالفین کے ساتھ حسن سلوک کی بہت بڑی اور واضح دلیل موجود ہے کیونکہ اسلام ہر انسان کو مذہب، رنگ ونسل اور زبان سے قطع نظر انسانیت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

۱۲۔ حق جوار (ہمسائیگی)

جوار کی تعریف:

الجوار بمعنٰی مجاورہ (پڑوس) الجار، بمعنٰی رہائشی ہمسایہ اس کی جمع جیران ہے۔[83]

"المفردات" میں مذکور ہے کہ جار اسے کہا جاتا ہے جس کی رہائش تمہارے قریب ہو۔[84]

اسلام میں پڑوسی کو نہایت اہمیت سے نوازا گیا ہے۔ قرآن وحدیث میں مہمان کی حفاظت، دیکھ بھال کا حکم اور ایذار سانی سے منع کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالٰی نے والدین اور رشتہ داروں کے بعد پڑوسیوں کے حقوق کا ذکر کیا ہے۔[85]

ارشاد باری تعالٰی ہے:

"واعبدوا الله ولا تشركوا به شيـًٔا وبالوالدين احسانا وبذي القربٰى واليتٰمٰى والمسٰكين والجار ذي القربٰى والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبيل"۔ [86]

"اور اللہ کی بندگی کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور پڑوسی رشتہ دار، اجنبی ہمسائے سے پہلو کے ساتھی اور مسافر احسان کا معاملہ رکھو"۔

پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور باہمی تعاون:

اللہ نے محبت، اتحاد کے جذبات اور تنہائی سے نفرت کو انسانی فطرت میں شامل کیا ہے۔

انسان جب لوگوں سے دور رہے اور اپنا رہن سہن، رنگ الگ تھلگ رکھے تو جہاں وہ اجتماعیت کے فوائد سے محروم ہوگا وہاں لوگوں کے شر ور وفتن سے محفوظ رہتا ہے۔ اجتماعیت میں جہاں باہمی تعاون کا حصول آسان ہو جاتا ہے وہاں لوگوں کے مکر وفریب اور اذیتوں کا بھی شکار ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات کا یہی مقصد ہے کہ اجتماعیت اور مدنی زندگی کے انہی نقصانات سے تحفظ اور پڑوسیوں کے حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔

انسان کی ذاتی اور نجی باتوں سے پڑوسی واقف ہوتا ہے۔ پڑوسی کے آنے جانے کے اوقات اور ہر آنے جانے والے کا علم بھی پڑوسی کو ہوتا ہے۔ گھریلو معاملات پر بات چیت، دکھ سکھ کی گفتگو اور گھریلو ناچاقیوں کا پڑوسیوں کو علم ہوتا ہے۔ چنانچہ پڑوسیوں کے حقوق کو خصوصیت سے بیان کیا گیا، ایذا رسانی سے منع اور پڑوسیوں کی خوشی غمی میں شریک ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسلام صرف اسی موقف پر اکتفا نہیں کرتا کہ پڑوسی کی ایذار سانی کو حرام قرار

دیا بلکہ باہمی تعاون، محبت پر زور دیتا ہے۔

خلاصہ کلام

اسلام ایسا دین ہے جو پورے معاشرے کے ساتھ ساتھ فرد کی رعایت اور زندگی کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔ اسلام انسانی معاشرے اور بالخصوص مسلم معاشرے کو ایک جسم کی مانند قرار دیتا ہے جو باہمی تعاون، رواداری، محبت اور امن پر قائم ہے جس میں لوگ نیکی، بھلائی، کمزوری کی دست گیری، محتاجوں اور ناداروں کی دادرسی، یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ شفقت ورحمت، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک، فساد کے خاتمے، اخلاق کا تحفظ کی اہمیت پر زور دیتا ہے تاکہ ہر فرد دوسرے فرد کا معاون ومددگار ہو سکے۔

چنانچہ جب معاشرتی وسماجی تعاون کتاب وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں قائم ہوگا تو امت مسلمہ کے ہر فرد کی خواہشات پوری ہو سکتی ہیں اور پھر کسی مشرقی اور مغربی نظام کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

References

1. Ibn Manzoor, Jamal al-Din Muhammad ibn Mukarram al-Afriqi, Al-Masri, Lisan ul-Arab, Dar Sadr, Beirut. Lebanon, 1/358-375
2. Al-Hajawi, Abu ul-Naja Sharaf-ud-Din Musa, Al-Iqnaa Fi Fiqh ul-Imam Ahmad Bin Hanbal,
   Dar ul-Ma'rifah, Beirut, 4/136
3. Al-Baqarah, 2: 219
4. Al-Jassas, Ahmad Bin Ali Abu Bakr Al-Razi, Ahkam Al-Quran, Researched by Muhammad Al-Sadiq Qamhanavi, Dar ul-Ahya ul-Tarath Al-Arabi, Beirut, publish, 1403ھ،1983ء, 1/400
5. Ibn Qudaamah, Abu Muhammad Mowaffaq al-Din Abdullah ibn Ahmad ibn Qudaamah, Al-Kafi, Al-Maktab ul-Islami, Damascus, Beirut, Researched by Zuhair ul-Shawish, 2nd Adition, 1399, 3/378
6. Al-Baali, Abu Abdullah Muhammad bin Abu Al-Fatah Al-Baali Al-Hanbali, Al-Mutalla, ala Abwab ul Muqanna, Al-Maktab ul-Islami, Damascus, First Edition, 1385 AH, P :353
7. Ibn ul-Qayyim al-Jawzi, Shams ul-Din Abu Abdullah Muhammad ibn Abu Bakr, Zad ul Ma'ad fi Hadye Khair ul-Ibad, Dar ul-Fikr, Beirut, third edition: 1392 AH: 4/166.167.
8. Al-Nahal. 16:90
9. Al-Anfal, 8:75
10. Al-Tirmidhi, Abu Isa Muhammad ibn Isa al-Tirmidhi, “Jami al-Tirmidhi”, Tahaqiq Ahmad Muhammad Shakir, Dar ul-Kutub ul-Ulamiya, Beirut, SN, vol. 3, p. 38, Hadith No: 658
11. Ibn ul-Qayyim, Zad ul-Ma`ad, 4/167,166

12. Ibn Manzur, Lisan Ul Arab, 14/358
13. Ibn ul-Arabi, Abu Bakr Muhammad ibn Abd Allah ibn ul-Arabi al-Maliki, Ahkam ul Qur'an, Investigation by Ali Muhammad al-Bajawi, Dar al-Ma`rifa, Beirut, 2/958
14. Al-Bahoti, Kashaf ul Qina en Matn ul Iqna, The Maktbat ul Hadithsiya, Riyadh, the Maktba Salafia, Medina Munawra, 2/163
15. Al Taoba, 9:11
16. Al-Bukhari, Muhammad Ibn Ismail Ibn Ibrahim, "Sahih ul-Bukhari", Dar ul-Ahya Al-Tarath Al-Arabi, Beirut, Hadith No: 25
17. Al-Mawardi, Ali ibn Muhammad ibn Habib al-Mawardi al-Shafi'i, Al-Ahkam ul-Sultania wa Wilayat ul-Diniyah, Dar ul Kutub ul Ilmiya, Beirut, first edition, 1405 AH, 221
18. Al-Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad Bin Ahmad Al-Ansari, "Al-Jamy 'Li Akham ul-Quran", Dar ul-Kitab Al-Arabi, Second Edition, 8/148
19. Al-Qaradawi, Yusuf, "Fiqh of Zakat", Al-Risalah Foundation, Beirut, Lebanon, Sixth Edition, 1401 AH 2/881
20. Al-Qamoos, Madh فطر, P: 587.
21. Uqla, Muhammad Uqla, Rules of Zakat and Charity, Mossisat ul-Risalah, Umman, Jordan, First Edition, 1402 AH, 133
22. Abu Dawud, Sunan Abu Dawud, Hadith No: 1609
23. Al-Shokani, Muhammad ibn Ali ibn Muhammad, "Nil ul-Awtar Sharh Muntaqi ul-Akhbar min Ahadith ul-Akhyar", Dar ul-Fikr Beirut, Lebanon, first edition: 1402 AH. 4/184
24. Al-Ramli, Shahab-ud-Din Ahmad Al-Ramli, The End of the Needy to Sharh ul-Minhaj, Mustafa Al-Halabi Press and Children, Egypt, 1386 AH, 3/110
25. Al- Aala. 87:14
26. Al-Fayumi, Ahmad Bin Ali Al-Muqri, "Al-Misbah ul-Munir Fi Gharib Al-Sharh ul-Kabeer for Rafi'i", Maktab ul-Alamiya, Beirut, Lebanon, 1/336
27. Al-Asfahani, Abu Al-Qasim Al-Hussein Bin Muhammad, Al-Mufradat Fi Gharib ul-Quran, Taqiq Muhammad Syed Kalani, Dar ul-Ma'rifah, Beirut, Lebanon
28. Ibn ul-Arabi, Ahkam ul-Quran, 2/958
29. Ibn Qudaamah, Abu Muhammad Mowaffaq ul-Din Abdullah ibn Ahmad ibn Qudaamah, "Al-Mughni", Maktab ul-Riyadh ul-Hadith, Riyadh, 3/28.
30. Al-Baqarah, 2: 245
31. Al-Baqarah, 2: 261,262
32. Ibn Hanbal, Al-Musnad Ahmad Ibn Hanbal, Maktab dar Sadir, Beirut, Lebanon, Hadith No: 17333
33. Ibn Majah, Sunan Ibn Majah, Bab ul-Hasad, vol. 2, p. 1408, Hadith No: 4210
34. Al-Jawini, Abu ul-Ma'ali Abd ul-Mulk ibn Abdullah ibn Yusuf, Ghias ul-Umm fi ul-Tayath ul-Zalim, Dar ul-Dawa, Alexandria, Taqiq Fawad Abdul Muneem, Mustafa

Halabi, P: 191.192
35. Ibn Manzoor, Lisan Ul Arab, 5/395
36. Ibn Manzoor, Lisan Ul Arab, 15/394
37. Al-Jurjani, Ali Bin Muhammad Al-Sharif Al-Jurjani (716 AH), Definitions, Maktab Lebanon, Beirut, 1978 AH ,P:273
38. Al-Bahuti, Al-Rawdht ul-Marba Bihashiyat E Ibn ul-Qasim, 6/40
39. Al-Nisa'i, Sunan Al-Nisa'i, 6/251, Hadith No: 3651
40. Al-Saleh, Muhammad Bin Ahmad Al-Saleh, Al-Takaafil Al-Ajtama'i Fi-Shari'ah Al-Islamiyah, published by Al-Imam Muhammad Bin Saud Al-Islamiyah University, 1405 AH, 139
41. Al-Nisa, 4:12
42. Al-Qurtubi, Al- Jamy Li Ahkam ul Qur'an, 5/81
43. Ibn Hajar al-Haythami, Abu ul-Abbas Ahmad ibn Muhammad ibn Ali ibn Hajar al-Makki al-Haythami, Al-Zawajir un Iqtiraf ul Kabair, Dar ul-Fikr, Beirut, 1403 AH, 1/265
44. Ibn Manzoor, Lisan ul Arab, 9/356
45. Al-Baali, Al-Mutla, P: 285
46. Al-Ramli, Nihayat ul Muhtaj, 5/359
47. Ibn Qudaamah, Al-Mughni, 5/597
48. Al-e-Imran, 3:92
49. Ibn ul-Arabi, Ahkam ul-Quran, 1/281
50. Ibn ul-Arabi, Ahkam ul-Quran, 1/281
51. Al-Razi, Mukhtar Al-Sahih, P:737
52. Al-Qari, Ahmad Ibn Abdullah, Al-Ahkam ul-Adaliya Al-Madat, Study and Research, Abdul Wahab Abu Sulaiman and Muhammad Ibrahim Ahmad Ali, Tahama Publications, First Edition, 1401 AH, P:833
53. Al-Bahuti, Al-Roz ul-Marba Bi hashiya Ibn Qasim, 6/4,3
54. Saadi, Abu Jaib, Al-Qaamoos Al-Fiqh, P:386
55. Ibn Qudaamah, Al-Mughni, 5/649
56. Imam Malik bin Anas ul-Asbahi, "Al-Muata", research by Fawad Abdul Baqi, Dar ul-Ahya ul-Tarath ul-Arabi, Beirut, Lebanon, printed in 1406 AH, Hadith No: 16
57. Al-Tirmidhi, Jami 'al-Tirmidhi, Hadith No: 2130
58. Ibn Hanbal, Musnad Ahmad, Hadith No: 11
59. Al-Bukhari, Sahih Bukhari, Hadith No: 2585
60. Ibn Hanbal, Musnad Ahmad, 1/250
61. Al-Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Hadith No. 2589
62. Al-Ferozabadi, Al-Qamoos, Madah, (Iraq/P:1689)
63. Saadi Abu Habib, Al-Qaamoos Al-Fiqh, p. 255
64. Al-Ramli, Nihayat ul Muhtaj, 5/118,117.

65. Al-Maida, 5:2.
66. Ibn Hanbal, Musnad Ahmad, Hadith No: 5646
67. Ibn Bassam, Abdullah bin Abdul Rahman Al Bassam, "Nail ul-Maarib Fi Tahzeeb Shar'a Umdat Al-Talib", Dar ul-Madani, Maktaba Al-Nahdat ul-Hadith, 3/168
68. Ibn Hajar, Tafsir Gharib ul-Hadith, P:229
69. Al-Fayumi, Al-Misbah, Madha (منح) 2/580
70. Al-Haythami, Al-Inafah fi-Sadqat e wa -ziyayadfa, P:131
71. Muslim ibn Hajjaj al-Qushayri, "Sahih Muslim", Institute of Scientific Research, Fatwa, Da'wah and Guidance, Riyadh, Kingdom of Saudi Arabia, Hadith No: 1020
72. Al-Nahal, 16:90
73. Al Zariyat, 51: 15-19
74. Al-Isfahani, Al-Mufradat, 435
75. Al-Ramli, Nihayat ul Muhtaj, 7/90
76. Al-Khayyat, Abdul Aziz Al-Khayyat, "Al-Muttaqafil Fi Al-Islam", Dar ul-Salam for Printing and Publishing, Beirut, Lebanon, Third Edition, 1406 AH, 1986, P:178
77. Al-Isfahani, Al-Mufradat, 553.
78. Al-Zuhaili, Al-Mutmad, 2/490.
79. Al-Zuhaili, Al-Mutmad, 2/248.
80. Al-Fayumi, Al-Misbah, (ضیف:مادہ), 2/366.
81. Al- Zariyat, 51:24. 26.
82. Al-Bukhari, Sahih Bukhari, Hadith No: 6018.
83. Al FirozaBadi, Al. Qamoos, (جور:مادہ), P:470.
84. Al-Isfahani, Al-Mufradat, P:103
85. Ibn ul-Arabi, Ahkam ul-Quran, 1/429
86. Al-Nisa, 4:36